ڈاکٹر سید محمد اصغر
شعبہ فارسی علی گڑھ

حافظ شیرازی اور ہندوستان

ہندوستان میں ایران کے پانچ شعرائے نے بہت شہرت پائی۔ فردوسی، عمر خیام، سعدی، حافظ، اور مولانا جلال الدین رومی۔ ان میں سے دو شعرائ صرف شیراز کے رہنے والے تھے انھیں دونوں شعرا کی وجہ سے شہر شیراز ہندوستان میں جانا گیا۔ قدیم زمانہ سے ہی ہندوستان میں شیراز کو علماء اور شعرا کا شہر جانا جاتا ہے اور بحیثیت مرکز علما وشعرا کی علامت کے طور پر مشہور ہوا۔ اسی مناسبت سے جون پور کو شیراز ہند کہا گیا کیونکہ عہد سلطنت سے لیکر سوری بادشاہوں کے زمانے تک وہاں علما اور شعرا کی کثرت تھی اور سال میں ایک مرتبہ تمام علماء کی پالکی نکلتی تھی جن کی تعداد پانچ سو سے زائد تھی۔

شیراز کے یہ دونوں شعرا ہر مدرسہ اور پڑھے لکھے گھرانے میں اپنی تصنیف کے ذریعہ جگہ بنا چکے تھے سعدی کی کتابیں گلستان و بوستان تو مدرسوں کے نصاب میں شامل ہوئیں جس سے نوجوانوں کی اخلاقی تربیت کی گئی اور دیوان حافظ شیرازی پڑھے لکھے گھرانوں کی زینت بنا جو بزرگوں کے خالی وقت کے گذارنے کا ذریعہ رہا۔ سعدی کی گلستان کے فقرے اور بوستان کے اشعار اور حافظ شیرازی کے دیوان کے اشعار ہر پڑھے لکھے لوگوں کی زبان پر موقع ومحل کے لحاظ سے رواں ہو جاتے تھے۔ خواہ وہ ہندو ہو یا مسلمان یا کسی اور مذہب کا ہو کوئی بھی اس سے اپنے کو الگ نہیں کر سکا

Scanned with CamScanner

۔حافظ شیرازی کا ایک شعر تو ضرب المثل بن گیا تھا جو دروازوں اور محرابوں پر نظر آتا تھا۔ وہ شعر یہ ہے۔

آسائش دو گیتی تفسیر این دو حرف است
با دوستان تلطف با دشمنان مدارا!

خواجہ حافظ کو اگرچہ اپنے والد سے وراثت میں کافی دولت ملی تھی لیکن چھوٹے بھائیوں نے اسے اللے تللے اور بے دردی سے ختم کر دیا۔ مجبوراً حافظ نے خمیر بنانے کا کام شروع کیا۔ اس سے جو آمدنی ہوتی اس کا ایک تہائی حصہ والدہ کو گھر کے خرچ کے لئے دیتے تھے اور پاس کے مدرسہ میں نام لکھوالیا تھا خمیر کی آمدنی کا دوسرا تہائی حصہ اپنے معلم کو دیتے اور بقیہ تہائی حصہ اپنی ذاتی ضروریات کے لئے اور کار خیر میں خرچ کر دیتے تھے۔ یہیں مکتب میں ہی قرآن حفظ کیا اور آگے چل کر کے اسی مناسبت سے حافظ اپنا تخلص رکھنا طے کیا۔ اکثر اشعار میں آپ نے اس خیال کی طرف اشارہ کیا ہے۔

عشقت رسد بفریاد ور خود بسان حافظ
قرآن زبر بخوانی در چارده روایت ع
صبح خیزی و سلامت طلبی چون حافظ
آنچه کردم ہمہ از دولت قرآن کردم ع
ندیدم خوش تر از شعر تو حافظ
بہ قرآنی کہ اندر سینہ داری ع

خواجہ حافظ نے جب شیراز میں آنکھیں کھولیں تو اس زمانے میں شعر و ادب کا بہت چرچا تھا ان سے تقریباً سو سال پہلے اسی شہر میں سعدی جیسے باکمال شخص شعر اور

Scanned with CamScanner

نثر دونوں میں اپنی فضیلت ثابت کر چکے تھے حافظ بھی سعدی کے معترف تھے حالانکہ وہ اپنے کو خواجو کا مقلد کہتے تھے اور اس کے طرز کو پسند کرتے تھے ۔ جیسا کہ خود حافظ نے اپنے دیوان میں ایک شعر کہا ہے ۔

استاد غزل سعدی ایست پیش

دارد غزل حافظ طرز و روش خواجو ۵

بہر حال شاعر خیز خاک شیراز اور وہاں کی ذوق پرور اور شاعر ساز فضاؤں نے خواجہ شمس الدین محمد حافظ کو قرآن سے ''حافظ شیراز'' بنا دیا جس طرح کچھ عرصہ قبل لکھنو جونپور دھلی آگرہ اور دیگر شہروں میں اردو کے چھوٹے موٹے شعرا چائے خانوں پر بیٹھ کر اپنی تک بیٹھی شاعری کو پروان چڑھاتے تھے اسی طرح حافظ شیراز میں ایک مخصوص دوکان پر اہل فضل وادب اور شعرا کے ساتھ بیٹھ کر اپنے شعری ذوق کی تربیت کرتے رہے ایک باران کے بے تکے اشعار کی بہت ہنسی اڑائی گئی افسردہ ہوکر بابا کوھی کے مزار پر چلے گئے اور وہاں خوب پھوٹ پھوٹ کر روتے روتے سو گئے۔ خواب میں دیکھا کہ حضرت علیؑ آئے ہیں اور فرماتے ہیں جاؤ تم پر درہائے علوم کھل گئے ہیں ۶ صبح کو جب خواب سے بیدار ہوئے تو یہ الہامی غزل کہہ ڈالی جس نے حافظ کی شہرت کی بنیاد ڈال دی وہ غزل مندرجہ ذیل ہے ۔

دوش وقت سحر از غصہ نجاتم دادند

وندران ظلمت شب آب حیاتم دادند

بیخود از شعشعہ پرتو ذاتم کردند

بادہ از جام تجلی صفاتم دادند

Scanned with CamScanner

چه مبارک سحر می بود و چه فرخنده شبی
آن شب قدر که این تازه براتم دادند
چون من از عشق رخش بیخود و حیران گشتم
خبر از واقعهٔ لات مناتم دادند
بعد ازین روی من و آینه حسن نگار
که در آنجا خبر از جلوهٔ ذاتم دادند
هاتف آن روز بمن مژدهٔ این دولت داد
که بیازار غمت صبرو ثباتم دادند
این همه قند و شکر کز سخنم می ریزد
اجر صبریست کز آن شاخ نباتم دادند
کیمیائیست عجب بندگی پیر مغان
خاک اوگشتم و چندین درجاتم دادند
بحیات ابد آن روز رسانید مرا
خط آزادگی از حسن مماتم دادند
عاشق آن دم که بدام سر زلف تو فتاد
گفت کز بند غم و غصه نجاتم دادند
شکر شکر بشکرانه لب لعلان ای دل
که نگار خوش شیرین حرکاتم دادند
همت حافظ و انفاس سحر خیزان
که ز بند غم ایام نجاتم دادند

ے

حافظ بہت اچھے رہے کہ ان کے زمانے میں حاکم شیراز علما اور شعرا کی سرپرستی کرنے والا تھا اور ان کی قدردانی کرتا تھا، انعام واکرام سے نوازتا تھا۔ شاہ شجاع کے زمانے میں شیراز میں سکون وامن وامان تھا اسی لئے وہ علماء، فضلاء اور شعرا کی قدردانی کر کے لوگوں کو آسمان پر پہنچادیتا تھا۔ واقعتاً یہ قدردانی بھی عجیب چیز ہے کسی کو جب قدردانی ملتی ہے تو ذرہ کو آفتاب بنا دیتی ہے اور اگر قدردانی ملے تو صلاحیت خابیدہ بھی انگڑائی لیکر کمال بن جاتی ہے اور اگر فن کی ناقدری ہو تو پھر سقراط کو بھی زھر کا پیالہ پینا پڑتا ہے اور منصور کو بھی سولی پر چڑھادیا جاتا ہے۔

قدر گوہر شاہ داند یا بداند جوہری

حافظ کی خوش قسمتی تھی کہ انہیں قدردانوں کا زمانہ ملا۔ سعدی کا دور نہ تھا جب کہ تاتاریوں کے حملے نے پورے ایران کو زیروزبر اور ویران کردیا تھا اور سعدی کو بھی بادل ناخواستہ ایک عرصہ دراز تک شیراز سے باھر دور دراز کے علاقوں میں جانا پڑا اس لئے کہ ان کے شہر میں کشت وخون کا بازار گرم تھا لیکن حافظ کو ایسا شیراز ملا جو نسبتاً امن و امان، سکون واطمینان کی فضا رکھتا تھا۔ اسی لئے حافظ شیراز سے باھر قدم لے جانا نہیں چاھتے تھے۔

چونکہ حافظ وہ خوش نصیب شاعر ہیں جنہوں نے اپنی شہرت کا غلغلہ ایران کے باہر ھندستان میں بھی دیکھ لیا تھا ان کے کلام کو ان کی زندگی میں ہی مقبولیت تمام حاصل ہوگئی تھی چنانچہ محمود شاہ بہمنی دکنی (۷۸۰۔ ۷۹۹ھ) نے حافظ کو اپنے دربار میں آنے کی دعوت دی اور زادراہ بھی بھجوائی۔ حافظ بندرگاہ ہرمز سے کشتی میں بیٹھ کر روانہ ہوئے ہی تھے کہ اچانک طوفان آگیا اور حافظ کشتی سے اتر کر واپس شیراز آگئے اور ایک غزل کہی جس کا ایک شعر یہ ہے۔

Scanned with CamScanner

چہ آسان می نمود اول غم دریا بوی سود
غلط کردم کہ این طوفان بصد گوہر نمی ارزد ۵

اسی طرح بنگال کے فرمان روا سلطان غیاث الدین بن اسکندر نے بھی حافظ خوش سخن کو اپنے دربار میں آنے کی دعوت دی حافظ خود تو نہ آئے لیکن اس دعوت نامے کے جواب میں ایک غزل کہہ کر بھجوا دی جو اس طرح ہے

ساقی حدیث سرو و گل و لالہ میرود
وین بحث باثلاثہ غسالہ می رود
می دہ کہ نو عروس چمن در حسن یافت
کہ این زمان ز صنعت و لالہ می رود
شکر شکن شوند ہمہ طوطیان ہند
زین قند پارسی کہ بہ بنگالہ می رود
طی مکان بہ بین و زمان در سلوک شعر
کہ این طفل یکشبہ رہ یک سالہ می رود
باد بہار می وزد از بوستان شاہ
وز ژالہ بادہ در قدح لالہ می رود
آن چشم جادوانہ عابد فریب بین
کش کاروان سحر بدنبالہ می رود
خوی کردہ مجرامد بہ عارض سمن
از شرم روی او عرق از ژالہ می رود

ایمن مشو ز عشوۂ دنیا کہ این عجوز
مکارہ می نشیند و محتالہ می رود
چون سامری مباش کہ زردار از خری
موسیٰ بہشت واز پی گوسالہ می رود
حافظ ز شوق مجلس سلطان غیاث دین
خامش شو کہ کار تو از نالہ می رود ۹

یہ بات بالکل درست ہے کہ حافظ شیرازی خود تو ھندوستان نہیں آ سکے لیکن ان کے ایک بیٹے شاہ نعمان ھندوستان آئے اور برہان پور میں مقیم تھے وہاں ان کا انتقال ہوا اور قلعۂ اسیر کے متصل ان کی قبر ہے یہ بات مولانا غلام علی آزاد بلگرامی نے اپنے تذکرہ ''خزانۂ عامرہ'' میں ''مراۃ الصفا'' کے حوالہ سے لکھی ہے۔ بہرحال حافظ شیرین سخن کے صاحبزادے کے علاوہ ان کی معنوی اولادیں یعنی اشعار و افکار بہت کثرت کے ساتھ سرزمین ھند پر وارد ہوئے اور ان کو انتہائی مقبولیت، شہرت اور عزت حاصل ہوئی۔ ھندوستان کے تمام شاعروں نے خواہ وہ اردو یا فارسی یا دوسری زبان کے ہوں سب نے براہ راست یا بلواسطہ خواجہ حافظ شیرازی کی کمال شاعری کا اعتراف کیا ہے اور ان کی غزلوں کی پیروی میں غزلیں لکھیں اور ان کے تصوف و تغزل کو اپنی زبان میں استعمال کیا ہے اور ان کے انداز، رنگ اور فکر کی تتبع کی ہے اسی لئے یہاں کے لوگ حافظ کے کلام کا انتہائی احترام کرتے تھے۔

حافظ کے کلام سے محبت اس کی مقبولیت اور احترام کا اندازہ اس امر سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ جب علامہ اقبال نے اپنی مثنوی ''اسرار خودی'' کو شائع کروایا تو اس میں وہ اشعار بھی درج تھے جو حافظ کے افکار پر تنقید کی طرح تھے لیکن جب ان کے والد اور

Scanned with CamScanner

صاحب نظر دوستوں نے حافظ کی طرف داری کی تو " اسرار خودی " کی دوسری اشاعت میں علامہ اقبال نے خود وہ اشعار نکال دیے۔ اور اس کی جگہ ایک دوسری نظم لکھ دی۔ اس سے یہ اندازہ بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ عام تو کیا خواص پر بھی خواجہ حافظ شیرازی کی گرفت ایران سے باہر بھی کتنی مضبوط تھی اور وہ خاص و عام میں کس قدر محترم اور ہر دل عزیز تھے کہ ان کے کلام پر ذرا سے اعتراض کو بھی گوارا نہیں کرتے تھے خواہ وہ اقبال کی زبان سے کیوں نہ ۔

قبول خاطر و لطف سخن خداداد است

اس واقعہ کے بعد علامہ اقبال نے حافظ شیریں سخن کے بعض افکار کی شدت سے پیروی کی ہے اور سطحیت و ظاہر پرستی، مکر و فریب، ریا کے خلاف جہاد بالقلم کیا اس کو سب جانتے ہیں کہ یہ وہی خاص شیوہ ہے جو حافظ نے کیا تھا۔

واعظان کاین جلوہ بر محراب و منبر میکنند
چون بہ خلوت می روند آن کار دیگر میکنند
گر مسلمانی از انیست کہ حافظ دارد
آہ اگر از پی امروز بود فردائی

علامہ اقبال کہتے ہیں ۔

بیا کہ مثل خلیل این طلسم در شکنیم
کہ جز تو ہر چہ درین دیر دیدہ ام صنم است
طواف کعبہ زدی گیر د دیر گردیدی
نگہ بخویش بہ پیچیدہ ای دریغ از تو

خواجہ حافظ کے انداز و افکار کا یہ اثر صرف اقبال پر ہی نہیں پڑا ہے بلکہ پورے

ھندوستان میں اردو اور فارسی کے تمام شعرا پر نظر آتا ہے۔عرفی شیرازی ،علی حزین بیدل،آرزو سراج الدین علی خان ،غلام علی آزاد بلگرامی ،میر تقی میر ،غالب ،سودا،اور علامہ شبلی نعمانی سے لیکر جگر جوش اور فیض احمد فیض ان سب پر حافظ کے اثرات کی چھاپ دکھائی دیتی ہے۔اس کے علاوہ مغل بادشاہوں کے زمانے میں ایران سے آئے ہوئے تمام دیگر شعرا پر حافظ کے افکار اور طرز کلام کا بھی اثر پڑا ہے جیسا کہ ان کے کلام سے عیاں ہے لیکن یہاں کچھ فارسی شاعروں کا بطور ثبوت ذکر کریں گے جنہوں نے حافظ کی پیروی کی ہے۔

سب سے پہلے شیخ علی حزین کا ذکر کرنا مناسب ہوگا جو ایران سے ھندوستان آئے حزین نے اپنی غزلوں میں حافظ شیرازی کے مصرع کو جز بنایا ہے۔

می برد نغمۂ حافظ دلم از ہوش حزین
''این قند ونشہ نہ بخشد می شیراز را'' ١٠

می برد مصرعۂ حافظ دلم از دست حزین
''تکیہ بر عہد گل و باد صبا نتوان کرد'' ١١

دم حافظ برد از دل غم دیرینہ حزین
''ای صبا نکہتی از خاک رہ یار بیار'' ١٢

ایک دوسرے شاعر گرامی جالندھری جو حفیظ جالندھری اور علامہ اقبال کے استاد تھے انھوں نے کئی غزلیں حافظ کے تتبع میں لکھی ہیں ان سے چند کے مطلع یہ ہیں۔

Scanned with CamScanner

حافظ........ ساقیا برخیز و درده جام را

خاک بر سر کن غم ایام را ۱۳

گرامی.... ای سرت گردم بگردان جام را

شیشہ بشکن گردش ایام را ۱۴

حافظ.......... ساقی بنور بادہ برافروز جام ما

مطرب بگو کہ کار جہاں شد بکام ما ۱۵

گرامی..... خوش گردش است چرخ فلک را بہ کام ما

لبریز شد ز بادۂ امید جام ما ۱۶

حافظ کی مندرجہ ذیل غزل کے رنگ میں گرامی نے ایک غزل کہی دونوں شعرا کی غزل کا مطلع مندرجہ ذیل ہے۔

گرامی.......... اسیر گوشۂ چشم تو شہسوار انند

شہید نیم نگاہ تو شہریار انند ۱۷

حافظ........... غلام نرگس مست تو تاجدار انند

خراب بادۂ لعل تو ہوشیار انند ۱۸

گرامی نے اپنے ایک شعر میں حافظ سے عقیدت کو عیاں کیا ہے اور ان کے کلام کو بہت پسند کیا ہے وہ کہتے ہیں۔

آوردہ ایم مطلع حافظ درین غزل

در ذوق عارفان نمکین شد کلام ما ۱۹

اسی طرح ایک گمنام شاعر بہاء الدین بہائی نے حافظ کی غزل۔

این چہ شوریست کہ در دور قمری بینم

Scanned with CamScanner

کی مکمل طرح سے تضمین کی ہے۔ بہائی کی غزل کا مطلع یہ ہے ۔

این چہ شوریست کہ اندر ہمہ جامی بینم

ہمہ آفاق پراز رنج و بلامی بینم ۲۰

بالانوشتہ شعرا کے علاوہ اور بھی بہت سے ہندوستانی شعرا گذرے ہیں جن کے دل دماغ پر حافظ اپنے کلام کے ذریعہ چھائے ہوئے ہیں۔ ان میں عابد شاہ عابد کوئٹہ، صوفی تبسم، زیب مگسی، ضیا جعفری، فیروز شاہی، جوش ملیح آبادی، مرزا غالب بھی ہیں۔ چند مثالیں مندرجہ ذیل ہیں۔ عابد شاہ عابد کوئٹہ کی ایک غزل کا مطلع ملاحظہ ہو جوانہوں نے حافظ کی غزل کی پیروی کرتے ہوئے کہی ہے ۔

پند حافظ تو شنیدی کہ برو نیکی کن

عابدا قیمت آن بہ ز گہری بینم ۲۱

صوفی تبسم جن کے اردو اور فارسی دونوں زبانوں کے کلام پر حافظ کے طرز کی چھاپ نظر آتی ہے ان کے کلام میں ہر جگہ حافظ کے افکار، شوخی اور بذلہ سنجی نظر آتی ہے ان کا ایک شعر مثال کے طور پر ملاحظہ ہو ۔

میان بادہ گساران ہجوم تفرقہ است

کہ پیر میکدہ دانای راز باید و نیست ۲۲

زیب مگسی نے خواجہ حافظ کے کلام کی تضمین کرتے ہوئے مخمس کی شکل میں بہت اشعار کہے ہیں جو "مخمسات زیب" کے نام سے شائع ہو چکے ہیں۔ مخمس کا ایک بند ملاحظہ ہو ۔

جذب قلوب مردم تاثیر این دو حرف است

برانتظار عالم تقریر این دو حرف است

Scanned with CamScanner

نقش مراد دانا تحریر این دو حرف است

آسایش دو گیتی تفسیر این دو حرف است

با دوستان مروت با دشمنان مدارا ۲۳

جوش ملیح آبادی کو خود اپنی شاعری کا ذکر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہتے ہیں کہ اپنی شاعری کو حافظ کے نام کرتا ہوں اور یہ بھی کہتے ہیں کہ حافظ کی وجہ سے شیراز اہل نظر کے لئے برسوں تک سجدہ گاہ رہے گا ۔

بر زمینی کہ نشان کف پای تو بود

سالہا سجدۂ صاحب نظران خواہد بود

اختصار کو مدنظر رکھتے ہوئے ان چند مثالوں سے حافظ شیرازی اور ھندوستان کے تعلق کو ظاہر کرنے کی کوشش کی ہے ۔ یہ حقیقت ہے کہ حافظ نے ھندوستان میں اپنے کلام کے ذریعہ آکر شاعری کی دنیا میں خصوصا غزل گوئی میں قیامت برپا کردی اور یہاں کے لوگوں کے مزاج میں رقص و سرور کی کیفیت پیدا کردی ۔

بہ شعر حافظ شیرازی رقصند و می نازند

سیہ چشمان کشمیری و ترکان سمرقندی

....

حوالہ

ا۔ یہ مصرع اس طرح بھی ملتا ہے
"با دوستان مروت با دشمنان مدارا
۲۔ دیوان حافظ بہ ترجمہ قاضی سجاد حسین.....سب رنگ کتاب گھر دھلی......ص...۳۱۲
۳۔ دیوان حافظ بہ ترجمہ قاضی سجاد حسین.....سب رنگ کتاب گھر دھلی...ص...۳۹۰
۴۔ ایضاً.......ص...۸۴ ۵۔ ایضاً.....ص.....۳۵۶
۶۔ دیوان حافظ...مترجم شمس بریلوی.....ایجوکیشنل پریس کراچی.....ص...۱۲
۷۔ دیوان حافظ بہ ترجمہ قاضی سجاد حسین......سب رنگ کتاب گھر دھلی.....ص...۱۴۹
۸۔ دیوان حافظ پژمان بختیاری. تہران..........ص...۲۹
۹۔ دیوان حافظ بہ ترجمہ قاضی سجاد حسین......سب رنگ کتاب گھر دھلی......ص...۱۷۱
۱۰۔ دیوان حزین لاھیجی... بیرون ترقی.......ص....۲۳۵
۱۱۔ ایضاً.......... ص.....۳۰۰ ۱۲۔ ایضاً.........ص......۳۶۵
۱۳۔ دیوان حافظ...بہ ترجمہ قاضی سجاد حسین.. دھلی........ص.....۳۶
۱۴۔ دیوان حافظ...بہ ترجمہ قاضی سجاد حسین دھلی.....ص.....۳۵
۱۶۔ دیوان گرامی........مطبوعہ لاہور.......ص.....۴۵
۱۷۔ دیوان گرامی.....مطبوعہ لاہور.......ص......۱۱۷
۱۸۔ دیوان حافظ......بہ ترجمہ قاضی سجاد حسین، دھلی.........ص.....۱۸۸
۱۹۔ دیوان گرامی....... مطبوعہ لاہور ....ص.....۴۵
۲۰۔ فارسی گویان پاکستان......سید سبط حسن رضوی.....اسلام آباد.......ص......۱۲۶
۲۱۔ ایضاً ......ص.....۲۲۸
۲۲۔ مشاعرہ ....تالیف میرزا انورس زادہ دوشنبہ تاجکستان.....ص....۱۶۳
۲۳۔ دیوان زیب ...... مطبوعہ نولکشور لکھنؤ ......۱۹۲۶ء .....ص....۷۱

Scanned with CamScanner